سلسلۃ قصص الانبیاء

13

ستاروں کا سجدہ

اشتیاق احمد

ستاروں کا سجدہ

قصہ سیّدنا یُوسف علیہ السلام

اشتیاق احمد

دارُالسّلام
کتاب وسُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

''پھر...... پھر کیا ہوا؟''

''پھر یہ ہوا کہ بیٹوں نے واپس جا کر یعقوب علیہ السلام کو ساری کہانی سنائی۔ یہ سن کر سیدنا یعقوب علیہ السلام کے زخم پھر سے تازہ ہوگئے۔ وہ تو ابھی تک یوسف علیہ السلام کا غم نہیں بھلا پائے تھے کہ اب بنیامین بھی ان سے جدا ہوگئے۔ پہلے ہی روتے روتے ان کی بینائی جاتی رہی تھی، اب یہ خبر سن کر ان کا کلیجہ منہ کو آنے لگا، لیکن اس کے باوجود آپ نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آپ نے ربّ تعالیٰ سے پر امید رہتے ہوئے بیٹوں کو فرمایا:

'تم نے اپنی طرف سے بات بنالی ہے، اب صبر ہی بہتر ہے۔'

مطلب یہ کہ آپ کو ان کی بات پر یقین نہیں آیا تھا۔

پھر آپ نے فرمایا:

'قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب (یوسف اور اس کے بھائی بنیامین اور

سب سے بڑے بھائی روبیل) کو میرے پاس پہنچا دے ، وہی علم و حکمت والا ہے، پیارے بیٹے کی جدائی میں جو حال ہے، اللہ اس کو خوب جانتا ہے اور اللہ جو کچھ کرتا ہے اور جو فیصلے فرماتا ہے، وہ حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں۔'

نئے غم کی وجہ سے ان کا پرانا غم بھی تازہ ہوگیا تھا۔ انھیں حد درجے غم زدہ دیکھ کر بیٹوں نے کہا:

'اگر آپ اسی طرح یوسف کو یاد کرتے رہے تو آپ کا جسم لاغر ہو جائے گا اور طاقت ختم ہو جائے گی، اس لیے آپ حوصلہ کریں۔'

جواب میں آپ نے فرمایا:

'میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں...... مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں، جو تم نہیں جانتے۔'

یہ فرمانے کے بعد انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا:

'میرے بیٹو! تم لوگ جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کو پوری طرح تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا، اللہ کی رحمت سے تو کافر ہی ناامید ہوتے ہیں۔'

اس پر سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائی ایک بار پھر یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے قحط سالی نے انھیں الگ پریشان کر رکھا تھا۔ آپ کے سامنے پہنچ کر انھوں نے کہا:

'اے عزیز! ہمیں اور ہمارے اہل و عیال کو بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ ہم سرمایہ بھی بہت تھوڑا سا لائے ہیں، لیکن آپ ہمیں اس کے بدلے

قال انما اشكوا بثي و حزني الى الله واعلم من الله ما لا تعلمون

سیدنا یعقوب علیہ السلام

میں پورا غلہ دیجیے اور خیرات کیجیے کہ اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو ثواب عطا فرماتا ہے۔'

اس پر سیدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

'تمہیں یاد ہے کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا۔ جب تم نادانی میں مبتلا تھے۔'

قالوا ءانك لانت يوسف قال انا يوسف وهذا اخی قد من الله علينا انه من يتق ويصبر فان

سیدنا یوسف

علیہ السلام

یہ سن کر وہ چونکے، غور سے سیدنا یوسف علیہ السلام کی طرف دیکھنے لگے۔ آخر انھوں نے اندازہ لگا لیا اور بولے:

'کیا تم یوسف ہو؟'

آپ نے فرمایا:

'ہاں! میں یوسف ہوں۔'

یہ کہتے ہوئے آپ نے بنیا مین کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

'اور یہ میرا بھائی بنیا مین ہے۔ اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے، بلاشبہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔'

یہ سن کر انھوں نے کہا:

'اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے تمھیں ہم پر فضیلت دی ہے اور بے شک ہم خطا کار ہیں۔'

ان کی بات سن کر آپ نے فرمایا:

'جاؤ! آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمھیں معاف کرے، وہ بہت معاف کرنے والا ہے اور بہت رحم کرنے والا ہے۔'

پھر آپ نے اپنی قمیص ان کو دیتے ہوئے فرمایا: 'یہ میری قمیص لے جاؤ اور اس کو والد صاحب کے منہ پر ڈال دینا، انھیں دکھائی دینے لگے گا...... پھر تم اپنے تمام اہل وعیال کو میرے پاس لے آؤ۔'

ایک بار پھر یہ قافلہ مصر سے روانہ ہوا۔ ادھر قافلہ روانہ ہوا، ادھر سیدنا یعقوب علیہ السلام کہنے لگے:

’اگر تم یہ نہ کہو کہ بڑھاپے میں میری عقل میں فرق آ گیا ہے تو میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔‘

یہ سن کر گھر والوں نے کہا:

’آپ کو تو بس ہر وقت یوسف ہی کا خیال آتا رہتا ہے۔‘

یعقوب علیہ السلام خاموش ہو گئے، کیا کہتے۔ آخر قافلہ آ پہنچا۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی گھر میں داخل ہوئے۔ انھوں نے یوسف علیہ السلام کا کرتہ ان پر ڈال دیا۔ ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اب پھر انھوں نے کہا:

’کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا، مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے، میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔‘

اب ان کے بیٹوں نے کہا:

’ابا جان! اللہ تعالیٰ سے ہمارے گناہوں کی معافی مانگیے، بے شک ہم خطا کار تھے۔‘

ان کی درخواست پر آپ نے کہا:

’ٹھیک ہے، میں اپنے پروردگار سے تمہارے لیے معافی مانگوں گا۔ بے شک وہ بہت بخشنے والا، مہربان ہے۔‘

اس سلسلے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت اس طرح ہے:

’جب یہ قافلہ مصر سے روانہ ہوا تھا تو ایک ہوا چلی ۔اس ہوا نے یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو سیدنا یعقوب علیہ السلام تک پہنچائی۔تب انھوں نے فرمایا تھا مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔‘

بیٹوں کی درخواست پر سیدنا یعقوب علیہ السلام نے ان کے لیے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرماتے ہوئے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی خطا معاف کر دی۔

پھر یعقوب علیہ السلام اپنے سارے خاندان کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے ۔آخر مصر میں داخل ہوئے اور یوسف علیہ السلام کے دربار میں پہنچے۔اس وقت کے طریقے کے مطابق انھوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔

یہاں یہ بات جان لینی چاہیے کہ جو سجدہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے دربار میں انھیں کیا، وہ تعظیمی سجدہ تھا، ایسا سجدہ اس وقت کی شریعت میں جائز تھا، لیکن نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں ایسا سجدہ حرام ہے۔

اس طرح یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر پوری ہوئی، چنانچہ وہ بول اُٹھے:

'اے اباجان! یہ ہے میرے پہلے خواب کی تعبیر، میں نے جو خواب دیکھا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو سچا کر دکھایا۔ اس نے مجھ پر بہت احسان کیے مجھے جیل سے نکالا، پھر آپ کو گاؤں سے یہاں لایا، اس کے بعد کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈال دیا تھا۔ بے شک میرا رب باریک بینی سے جو چاہتا ہے، تدبیر کرتا ہے۔ بلا شبہ وہ نہایت دانا اور حکمت والا ہے۔'

پھر یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

'اے پروردگار! تو نے مجھے حکومت دی، مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم بخشا اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے، تو مجھے اس دنیا سے اطاعت کی حالت میں اٹھانا اور آخرت میں اپنے نیک بندوں میں داخل کرنا۔'

ایک روایت کے مطابق پہلے یوسف علیہ السلام نے شہر سے باہر نکل کر اپنے والد اور خاندان والوں کا استقبال کیا، پھر انھیں ساتھ لے کر شہر میں داخل ہوئے۔ آپ کی والدہ بھی اس وقت تک زندہ تھیں۔

سیدنا یعقوب علیہ السلام
سیدنا یوسف علیہ السلام
هذا تاويل رءياى من قبل قد جعلها ربى حقا وقد احسن بى اذ اخرجنى من السجن و جاء بكم من البدو من بعد ان نزغ الشيطن بينى و بين اخوتى ان ربى لطيف لما يشاء

اس طرح اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام پر اپنی نعمت مکمل کر دی۔ آپ والدین کے ساتھ اور گھر کے تمام دوسرے افراد کے ساتھ پھر سے مل کر رہنے لگے۔

یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ اس دنیا میں کسی کو دوام حاصل نہیں اور اس جہاں کی ہر چیز فانی ہے، چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ اس کے عظیم فضل کا اعتراف کیا۔ پھر اپنے پروردگار سے یوں درخواست کی:

'اے پروردگار! جب میری وفات کا وقت آئے تو اسلام کی حالت میں آئے اور میں اللہ کے نیک بندوں میں شامل ہوں۔'

یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے ہم اپنی دعا میں کہتے ہیں: 'اے اللہ ہمیں زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھ اور جب موت دے تو اسلام پر موت دے۔'

جب سیدنا یعقوب علیہ السلام کی موت کا وقت آ پہنچا تو انھوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر ایک وصیت کی، اللہ تعالیٰ نے آپ کی وصیت کو قرآنِ کریم میں اس طرح ذکر فرمایا ہے:

'کیا یعقوب کے انتقال کے وقت تم موجود تھے؟ جب انھوں نے اپنی اولاد کو کہا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو سب نے جواب دیا کہ آپ کے معبود کی اور آپ کے آباؤ واجداد ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق (علیہم السلام) کے معبود کی جو معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرماں بردار رہیں گے۔'

جب یعقوب علیہ السلام فوت ہوگئے تو یوسف علیہ السلام نے طبیبوں کو ان کی میت پر خوشبو

الله

سیدنا
ابراهیم
علیه السلام

ام كنتم
شهداء اذ
حضر يعقوب الموت
اذ قال لبنيه ما تعبدون
من بعدی قالوا نعبد
الهك واله اباءك ابراهيم
واسمعيل واسحاق الها
واحدا ونحن له مسلمون

لگانے کا حکم دیا۔ پھر ان کی میت کو حبرون لے آئے اور انھیں اس غار میں دفن کیا جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے عفرون بن صخر حبشی سے خریدا تھا۔

پھر یوسف علیہ السلام کی وفات کا وقت آ پہنچا۔ آپ نے مصر ہی میں وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ایک سو دس سال تھی۔

یوسف علیہ السلام کے اس خوب صورت ترین قصے سے ہمیں اللہ پر ایمان کے بہت سے فوائد معلوم ہوتے ہیں، اگر بندے کا اللہ پر کامل ایمان ہو، یہ یقین ہو کہ نفع یا نقصان کا مالک وہی ہے، اور دینے والا بھی وہی ہے۔ رنج، غم اور مصیبتوں میں صبر دینے والا بھی وہی ہے تو بندے کو اس پختہ ایمان کی بدولت عظیم نعمتیں نصیب ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ رنج اور غم کی حالت میں صبرِ جمیل حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے نعمتیں ملنے پر شکر ادا کرنے کی توفیق ہوتی ہے۔ یہ دونوں چیزیں یوسف علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی زندگیوں میں ہر وقت اور ہر موقع پر صاف نظر آتی ہیں۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام کا اللہ پر ایمان ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپ کا لاڈلا اور چہیتا فرزند جدا ہوتا ہے، لیکن آپ ماتم نہیں کرتے، صبر اور شکر کی مثال بن جاتے ہیں چنانچہ آپ نے اپنے دھوکے باز بیٹوں سے فرمایا تھا:

'پس صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری بنائی ہوئی باتوں پر اللہ ہی سے مدد طلب کی جاسکتی ہے۔'

صبر کے متعلق نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

'مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کا سارا معاملہ ہی خیر ہے۔ مومن کے سوا کسی کو یہ سعادت نہیں ملتی۔ اگر اسے خوشی نصیب ہوتی ہے تو شکر

ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہے، اگر اسے مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔'

الحمدللہ

عجبا لامر المومن ان امرہ
کلہ لہ خیر ولیس ذلك
لاحد الا للمومن ان اصابتہ
سراء شکر فکان خیرا لہ
وان اصابتہ ضراء صبر
فکان خیر الہ

انا للہ وانا الیہ راجعون

یوسف علیہ السلام کے قصے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ کو صبر اور رضا کا کامل درجہ حاصل تھا۔ آپ نے ان موقعوں پر صبر کا شان دار مظاہرہ کیا:

☆ بھائیوں نے آپ کو تکالیف پر تکالیف پہنچائیں۔ آپ نے ان سب تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

☆ کنویں میں ڈالے گئے اور آزاد ہونے کے باوجود غلام بنا کر بیچے جانے پر صبر و رضا کا مظاہرہ کیا۔

☆ مہربان اور رحم دل والدین کی جدائی پر صبر کیا۔

☆ بے گناہ ہونے کے باوجود قید و بند کی تکالیف پر صبر کیا۔

معلوم ہوا آپ نے ان موقعوں پر بے مثال صبر کیا، اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو عالی شان جزا عطا فرمائی۔ مصر کی بادشاہت اور ہر نعمت آپ کو عطا کر دی۔ ظلم کرنے والے بھائی شرمندہ ہوئے اور آپ کے سامنے سجدہ ریز ہونے پر مجبور ہو گئے۔ پھر طویل ترین جدائی کے بعد آپ کو دوبارہ والدین کی محبت عطا کی...... اس پر آپ نے برملا شکر ادا کیا اور فرمایا:

'بات یہ ہے کہ جو بھی پرہیز گاری اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ کسی نیک انسان کا اجر ضائع نہیں کرتا۔'

اس قصے سے ہمیں اپنی عزت اور ناموس کی حفاظت کا سبق بھی ملتا ہے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کی عزتِ نفس کا عالم یہ تھا کہ برسوں مظلومانہ انداز میں قید کی تکالیف برداشت کیں، لیکن جب بادشاہ نے تعبیر کے بعد جیل سے آپ کو بلوایا تو آپ نے رہائی کے اس حکم پر خوشی کا اظہار نہیں کیا، فوراً جیل سے باہر نہیں آ گئے، بلکہ رہا ہونے سے انکار کر دیا اور

انه من يتق ويصبر فان الله لا يضيع اجر المحسنين

مطالبہ کیا کہ پہلے سارے معاملے کی تحقیقات کرائی جائیں۔ تحقیقات کے بعد جب تک انھیں بے گناہ قرار نہیں دیا جائے گا، وہ اس وقت تک باہر نہیں آئیں گے۔ اگر آپ ایسا نہ کرتے تو زلیخا اور مصر کی عورتوں کے مکر وفریب کا کسی کو پتا نہ چلتا اور آپ کے بارے میں بھی لوگوں کے دل صاف نہ ہوتے۔ چنانچہ جب بادشاہ نے تحقیقات کرائیں تو یوسف علیہ السلام بے گناہ ثابت ہوئے اور عورتیں مجرم ثابت ہوئیں۔ بادشاہ نے آپ کی بے گناہی کا اعلان کیا، تب آپ باہر آئے اور بادشاہ نے آپ کو اپنا وزیرِ خاص بنانے کا اعلان کیا۔

اس قصے سے ہمیں حسد اور بغض کی برائی بھی معلوم ہوئی۔ حسد اور بغض انسان کے لیے نہایت نقصان دہ ہیں۔ جس سے حسد کیا جائے، اگرچہ کسی حد تک اسے بھی نقصان پہنچ جاتا ہے، لیکن حاسد ہر لحاظ سے خسارے میں رہتا ہے۔ دنیا اور آخرت کی بربادی اسے نصیب ہوتی ہے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی حسد کی آگ میں جل رہے تھے۔ والدین کی سیدنا یوسف علیہ السلام سے محبت تو ایک فطری بات تھی، لیکن یہ فطری محبت ان کے لیے حسد کا سبب بن گئی۔ اس طرح انھوں نے وہ قدم اٹھایا جو ان کی ذلت اور رسوائی کا سبب بنا۔ آخر کار وہ شرمندہ ہوئے۔ انھیں آپ کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑے۔ اپنے جرم کا اقرار کرنا پڑا۔

حسد کی بیماری سے بچنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

'تمھارے اندر پہلی امتوں کی بیماریوں میں سے ایک بیماری سرایت کر گئی ہے۔ اور وہ بیماری ہے حسد اور بغض۔ یہ بیماری انسان کو مونڈ کر رکھ دینے والی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بیماری بال مونڈ دیتی ہے، بلکہ یہ دین کا صفایا کر دیتی ہے۔'

دب اليكم داء الامم
قبلكم: الحسد والبغضاء
والبغضاء هي الحالقة
اما اني لا اقول: تحلق
الشعر ولكن تحلق الدين

یوسف علیہ السلام کے قصے سے ایک سبق ہمیں یہ ملتا ہے کہ جسے اللہ محفوظ رکھے، اسے کوئی شخص نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جسے اللہ تعالیٰ عزت دے، اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔ جسے اللہ تعالیٰ بچانا چاہے، اسے کوئی انسان مار نہیں سکتا، جسے وہ بلند کرنا چاہے، اسے کوئی گرا نہیں کر سکتا۔ اللہ جو چاہتا ہے، وہ ہو جاتا ہے۔ خواہ ساری دنیا وہ نہ چاہے اور جو کام اللہ نہ چاہے، وہ نہیں ہوتا۔ خواہ ساری دنیا وہ کام کرنا چاہے۔

یوسف علیہ السلام کے بھائی آپ کو کنویں میں گرا کر خیال کر بیٹھے تھے کہ انھوں نے آپ سے پیچھا چھڑا لیا، لیکن حقیقت میں تو وہ انھیں عزت اور توقیر کی پہلی سیڑھی پر پہنچا گئے تھے۔ اسی طرح عزیزِ مصر کی بیوی نے اپنی چال کی ناکامی پر آپ کو جیل بجھوا دیا مگر حقیقت میں تو اس نے آپ کو تختِ شاہی تک پہنچانے کا راستہ کھولا تھا۔

اللہ تعالیٰ سورۂ آلِ عمران کی آیت 26 میں فرماتا ہے:

’آپ کہہ دیجیے! اے میرے معبود! اے تمام جہانوں کے مالک تُو جسے چاہے، بادشاہی دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تُو جسے چاہے، عزت دے اور جسے چاہے، ذلت دے۔ تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بے شک تُو ہر چیز پر قادر ہے۔‘

اور میرے بچو! اس واقعے سے ہمیں ایک سبق یہ ملتا ہے...... کہ کامیاب زندگی وہی ہے جو با مقصد ہو۔ اور صدیق احمد! آپ نے دیکھا، سیدنا یوسف علیہ السلام کے ساتھ ان کے بھائیوں نے بالکل ویسا ہی سلوک کیا، جیسا آپ کے بھائیوں نے آپ کے ساتھ کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں نہ صرف زندہ رکھا بلکہ انھیں بلند مقام بھی عطا کیا۔ اور

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي
الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ
مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ
وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط
إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

سیدنا یوسف علیہ السلام کی عظمت دیکھیے کہ انھوں نے اپنی جان کے دشمن بھائیوں سے کتنا اچھا سلوک کیا۔"

"جی ہاں! اس واقعے میں میرے لیے بڑا سبق ہے۔ میرے بھائیوں نے میرے ساتھ جو کیا ہے، اس کے بعد وہ مجھے اپنے دشمن محسوس ہو رہے تھے۔ لیکن اب میں زندگی میں بہت محنت کروں گا۔ اعلیٰ مقام حاصل کروں گا اور اپنے بھائیوں کے لیے ہمیشہ اچھے جذبات رکھوں گا، اگر ممکن ہوا تو ان کے کام بھی آؤں گا۔"

"شاباش بیٹے! اچھے لوگوں میں یہی خوبی ہوتی ہے کہ بھلائی کی بات فوراً مان لیتے ہیں۔"

اگر بندے کو اللہ تعالیٰ پر مکمل یقین ہو کہ نفع ونقصان کا مالک وہی ہے

رنج وغم اور مصیبتوں میں صبر دینے والا بھی وہی ہے

اور اس صبر کے بدلے میں عظیم نعمتیں دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے

یہی وہ یقینِ محکم ہے جس کے نتیجے میں

اللہ تعالیٰ مشکلات کو آسانیوں میں تبدیل کر دیتا ہے

اور رنج والم کے مقابلے میں خوشی ومسرت سے ہمکنار کرتا ہے

''ستاروں کا سجدہ'' میں اسی کے متعلق بتایا گیا ہے

پڑھ کر دیکھیے